علماء اصول کے نزدیک خبر واحد، اس کے اقسام اور قبولیت کی شرائط

ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی اسسٹنٹ پروفیسر
ادارہ علوم اسلامیہ و عربیہ، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

اوائل اسلام سے ہی علم حدیث فقہاء کا ورثہ رہا ہے یہی وجہ ہے دوسری صدی هجری تک ایک عالم بیک وقت قرآن، حدیث اور فقہ تینوں علوم کا عالم ہوتا تھا اور محدثین ایک علیحدہ گروہ کی حیثیت سے روشناس نہ ہوئے تھے۔ اس لئے جب فقہاء شریعت اسلامی کے دوسرے ماخذ "سنت" سے احکام اس استنباط کرتے تو اس باب میں بہت احتیاط برتتے تھے، بلکہ اس کو قبول کرنے میں کافی سختی برتتے تھے اور اسے مختلف طریقوں سے جانچتے تھے۔ مزید انہوں نے سنت کو قبول کرنے کے لئے کچھ اصول مقرر کئے تھے جن کو امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ بھی ذکر کیا (الف) اور امام شافعی کی کتاب میں آج تک وہ موجود ہیں۔ (ب)

لیکن تیسری صدی ہجری میں جب محدثین ایک علیحدہ گروہ کی صورت میں رونما ہوئے اور حدیث کی ترتیب و تدوین کا بیڑا اٹھایا تو انہوں نے کچھ اصول و قواعد انہیں فقہا اور علماء اصول سے اخذ کئے اور بقیہ اصول اپنے وضع کئے۔ (ج) لیکن مجموعی طور پر وہ فقہاء کی نسبت روایتوں کو قبول کرنے میں فراخ دل واقع ہوئے کیوں کہ ان کا کام صرف صحیح اور ضعیف حدیث واضح کرنا تھا۔ اس لئے وہ حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس امر کی رعایت نہیں کرتے تھے کہ کیا پچھلی صدی کے فقہاء نے جو محدثین بھی تھے، اس سے استدلال کیا ہے یا نہیں کیا؟ صحابہ کا عمل اس حدیث کے مطابق ثابت ہے یا نہیں ہے؟ کیا صحابی نے یہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی یا کسی دوسرے صحابی سے سنی تھی؟ کیا صحابہ نے اس حدیث کے مفہوم کو خاص تو نہیں کیا؟ کیا حدیث قرآن اور عقل سلیم کے خلاف تو نہیں ہے؟ یعنی حدیث کی موجودگی

میں محدثین کسی صحابی کے قول یا مجتہد کے اجتہاد کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ (د) کیونکہ ان کی ذمہ داری حدیث کے سند اور متن کو رد و قبول کی حیثیت سے جانچنا تھا۔ (ھ) اور یہ محدود ذمہ داری تھی۔ لیکن فقہاء کے ذمہ بیک وقت دو کام تھے" ایک حدیث کو ہر لحاظ سے پرکھنا اور پھر اس سے احکام کا استنباط کرنا۔ اس لئے انہوں نے اپنے ان مقاصد کے لئے حدیث کو قبول یا رد کرنے کے لئے اپنے معیار بنائے جو محدثین کے قواعد سے زیادہ سخت اور مختلف تھے۔ اس لئے بعض راوی اور بعض احادیث محدثین کے نزدیک اعلیٰ پایہ کی ہوتی ہیں مگر فقہاء انہیں اپنے قواعد کے مطابق یکسر مسترد کر دیتے ہیں' جس طرح حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور اس قبیل کے بعض جلیل القدر صحابہ کرام' محدثین کے نزدیک کثیر الروایہ اور بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ لیکن فقہاء میں سے احناف ان کو غیر فقیہ صحابی سمجھتے ہیں اور ان کی روایات کو بعض شرائط کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔ (و) یہی صورت حال اقسام احادیث کی ہے' محدثین نے حدیث کو بے شمار اقسام میں تقسیم کر کے اس علم کو عروج ثریا سے ہمکنار کیا۔ لیکن علماء اصول کو استنباط کے طریقوں کی وضاحت کرنا تھا۔ اس لئے انہوں نے حدیث کو اپنی ضرورت کے لحاظ سے بہت کم قسموں میں تقسیم کیا اور زیادہ محنت استنباط کے طریقے بیان کرنے پر صرف کی۔ اس لئے اصول فقہ کی تمام کتب کے باب السنتہ میں جہاں ہمیں محدثین کی بیان کردہ لاتعداد اقسام کے برعکس حدیث کی کچھ بنیادی اور چند ذیلی قسمیں ملیں گی وہیں علماء اصول نے یہ بات بھی واضح کی ہے کہ ان کی بیان کردہ حدیث کی اقسام محدثین کی اقسام سے بالکل مختلف ہیں' جیسے امام سبکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

> **والمرسل عند جمہور المحدثین ھوان یترک الراوی ذکر الواسطتہ بینہ و بین المروی عنہ مثل ان یترک التابعی ذکر الواسطتہ بینہ و بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقول سعید بن المسیب : "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما اذا سقط واحد قبل التابعی فیسمی منقطعا وان سقط اکثر سمی معضلا" وعند الا صولیین المرسل قول من لم یلحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم سوا کان تابعیا ام من تابع التابعین۔ والی یومنا ھذا لتفسیر الاصولیین اعم من تفسیر المحدثین۔ (ز)**

مرسل جمہور محدثین کے نزدیک ایسی حدیث ہے جس میں راوی وہ واسطہ جس سے اس نے حدیث سنی ہے' ساقط کر دے جیسے کوئی تابعی مثلاً" سعید بن المسیب کہیں کہ رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اگر کوئی راوی تابعی سے پہلے ساقط ہوتا ہے تو وہ حدیث منقطع ہے اور اگر راوی ایک سے زیادہ ساقط ہیں تو یہ معضل ہے۔ لیکن علماء اصول کے نزدیک ہر وہ حدیث جس کی سند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچے مرسل ہے چاہے اس کی سند میں تابعی ساقط ہو یا تبع تابعی وغیرہ۔ مرسل کی جو تعریف علماء اصول نے کی ہے وہ محدثین کی تعریف سے زیادہ وسعت رکھتی ہے۔

اس اقتباس سے یہ بات کچھ حد تک واضح ہوتی ہے کہ علماء اصول کی اقسام حدیث اور محدثین کی اقسام میں کافی فرق ہے۔ اس موقف کو مشہور حنفی اصولی ملا جیون اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"والسنته اربعته اقسام' الی اربعته تقسیمات و تحت کل تقسیم اقسام متعددة و ھذا علی طبق اصول الفقہ لا اصول الحدیث وان اشترکا فی بعض الاسامی و القواعد"۔ (ح)

اور سنت کو چار طریقوں سے تقسیم کیا گیا ہے اور ہر اقسام کی متعدد ذیلی قسمیں بھی ہیں لیکن یہ تمام تقسیم علماء اصول کے نقطہ نظر سے ہے نہ کہ محدثین کی رائے کے مطابق۔ یہ اور بات ہے کہ وہ ان میں سے بعض کے نام اور تعریفوں میں کہیں اتفاق ہو جائے۔

علماء اصول کی حدیث کی علیحدہ اقسام ترتیب دینے کے بارے میں خود ابن الصلاح بھی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

و من المشھور المتواتر الذی یذکرہ اھل الفقہ واصولہ و اھل الحدیث لا یذکرونہ باسمہ الخاص المشعر بمعناہ الخاص۔ (ط)

اور مشہور کی ایک قسم متواتر بھی ہے جس کا فقہاء اور علماء اصول ذکر کرتے ہیں لیکن محدثین نے نہ تو اس کی کوئی خاص نشانی یا تعریف مرتب کی ہے اور نہ ہی کوئی نام۔

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علماء اصول نے جہاں حدیث کو رد و قبول کے معیار اپنے بنائے ہیں وہیں ان کی حدیث کی اقسام بھی محدثین سے مختلف ہیں۔

یہ امر باعث حیرت ہے کہ علماء کرام میں عمومی طور پر حدیث یا خبر کی وہ اقسام متداول

ہیں جن کو محدثین کرام نے ترتیب دیا ہے اور ان میں یہ نظریہ بھی پایا جاتا ہے کہ فقہاء اور علماء اصول بھی حدیث کے میدان میں انہیں محدثین کے اقسام حدیث کو قبول کر کے ان سے مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ لیکن سابقہ مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ علماء اصول نے جہاں حدیث کے رد و قبول کے اپنے معیار قائم کئے ہیں وہیں انہوں نے حدیث کے اقسام بھی اپنے ترتیب دیئے ہیں اور ان دونوں کی تقسیمات میں جوھری اختلاف ہے۔ البتہ اس میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بسا اوقات دونوں کے ترتیب دیئے ہوئے اقسام کے اسماء اور تعریفوں میں کہیں کہیں اتفاق ہو جاتا ہے۔

محدثین کے اقسام حدیث کے برعکس جمہور علماء اصول نے خبر کو بنیادی طور پر دو اقسام ۱۔ متواتر و ۲۔ احاد میں تقسیم کر کے پھر متواتر کو دو ذیلی اقسام ۔۱۔ لفظی ۔ ۲۔ معنوی بیان کی ہیں۔ خبر احاد کی ان کے نزدیک راویوں کی تعداد کے لحاظ سے دو اقسام ہیں۔ ۱۔ واحد ۲۔ مشہور اور صحت و ضعف کے لحاظ سے بھی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ مسند و ۲۔ مرسل وہ مرسل کو منقطع نام بھی دیتے ہیں۔ لیکن احناف نے خبر کی بنیادی طور پر تین اقسام بیان کی ہیں۔ ۱۔ متواتر۔ ۲۔ مشہور ۳۔ احاد۔ ان کی رائے میں خبر متواتر کی تین ذیلی اقسام ہیں۔ ۱۔ لفظی ۲۔ معنوی ۳۔ سکوتی اور خبر مشہور کی کوئی ذیلی قسم نہیں ہے۔ خبر احاد کی بھی صحت و ضعف کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں۔

خبر واحد کی یہ اور اس کے علاوہ مزید اقسام اور ان کی قبولیت کے شرائط کے بارے میں زیر نظر مضمون میں صرف علماء اصول کی آراء کو مد نظر رکھ کر بحث کی گئی ہے تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ علماء اصول کسی حدیث کو رد یا قبول کرنے کے ضمن میں محدثین کرام کے اصول کو مد نظر نہیں رکھتے بلکہ اپنے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق جانچ پرکھ کرتے ہیں۔

خبر واحد

لغوی تعریف

لفظ واحد کا مادہ "وحد" ہے۔ اھل لغت کے نزدیک واحد اور احاد میں کوئی فرق نہیں' لفظ احاد احد کی جمع ہے' جیسے بطل کی جمع ابطال ہے اور یہ لفظ دو ھمزوں کے ساتھ' ا احاد تھا' پھر ھمزہ کو لفظ آدم کی طرح الف میں تبدیل کر دیا گیا اور احاد کے ھمزہ کو واؤ میں تبدیل کر کے اسے واحد بھی کہا جاتا ہے۔ (۱) بعض اھل لغت کے نزدیک احد کی اصل وحد واؤ اور حاد کی فتح سے ہے اور احد واحدہ کا اسم کامل ہے۔ (۲)

لفظ آحاد اور واحد دونوں ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں اور لغت میں ان سے مراد ایسی شے ہے جس کا کوئی جزء نہ ہو لیکن یہ عمومی طور پر ہر موجود شے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (۳)

لفظ احد اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے' جیسے قرآن مجید میں ہے۔ "قل ھو اللہ احد" (۴) "کہو وہ اللہ ہے یکتا۔

ان دونوں الفاظ کے معنی ایک' اکیلا' یکتا اور تنہا ہیں۔ لفظ احد گنتی کا پہلا عدد بھی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ احد' اثنان' ایک' دو وغیرہ اور لفظ احد ہفتہ کے ایام میں پہلا یوم بھی ہے۔ جیسے یوم الاحد کہتے ہیں۔ عربی میں ایک جملہ "استاحد الرجل" معروف ہے' اس سے مراد کسی انسان کا اکیلا یا تنہا ہو جانا ہے۔ (۵)

لفظ احاد اور واحد نفی اور اثبات دونوں معنوں میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً نفی کے معنی میں یہ فقرہ اکثر استعمال ہوتا ہے' "ما فی الدار احد" یعنی گھر میں کوئی ایک بھی نہیں اور یہ نفی

کے معنی میں قرآن مجید کی ان آیات میں بھی استعمال ہوا ہے۔

لستن کاحد من النساء" (۶)
(نبی کی بیویو) تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو
"ماکان محمد ابا احد من رجالکم" (۷)
محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔

اور اثبات کے معنی میں عربی کا یہ فقرہ فی الدار واحد' استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں گھر میں ایک شخص ہے۔ (۸)

اصطلاحی تعریف۔

خبر واحد کی اصطلاحی تعریف میں علماء اصول کے مابین اختلاف ہے اور اس اختلاف کی بنیادی وجہ سنت کی قسموں میں اختلاف ہے۔ احناف سنت کو تین بنیادی اقسام متواتر' مشہور اور واحد میں تقسیم کرتے ہیں لیکن جمہور سنت کے دو بنیادی اقسام متواتر اور واحد بیان کرتے ہیں اور ان کے نزدیک مشہور' مستفیض یا اس قسم کے تمام اقسام سنت خبر واحد میں شامل ہیں اور اس کی ذیلی اقسام ہیں۔

احناف کے نزدیک خبر واحد کی تعریف۔

احناف کی رائے میں خبر واحد کی تعریف کو فخر الاسلام بزدوی نے اس طرح بیان کیا ہے۔

هو کل خبر یرویه الواحد اوالاثنان فصا عدا لا عبرة للعدد فیه بعد ان یکون دون المشهور و المتواتر (۹)

ہر وہ خبر جس کو ایک' دو یا اس سے زیادہ راوی روایت کریں اور اس میں راویوں کی کوئی تعداد معتبر نہیں مگر یہ کہ وہ خبر مشہور اور متواتر کے درجہ تک نہ پہنچے۔

گویا احناف کے نزدیک خبر واحد وہ ہے جس کو ایک راوی دوسرے ایک راوی سے نقل کرے'

ایک راوی جماعت سے روایت کرے یا جماعت راویوں کی ایک راوی سے روایت کرے۔ ان کے نزدیک راویوں کی تعداد کا اعتبار نہیں جب تک حدیث مشہور یا متواتر کی حد تک نہ پہنچے۔ (۱۰)

جمہور کے نزدیک خبر واحد کی تعریف۔

مالکی، شافعی اور حنبلی علماء اصول کی رائے میں ہر وہ خبر جو متواتر کے تمام شرائط یا کوئی ایک شرط پوری نہ کرے خبر واحد ہے اور اس تعریف پر تمام علماء جمہور متفق ہیں لیکن ہر ایک نے اسے جامع و مانع بنانے کے لئے مختلف اسلوب اختیار کئے ہیں مثلاً" شیرازی خبر واحد کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔

"اعلم ان خبر الواحد ما انحط عن حد التواتر" (۱۱)

جان لے کہ خبر واحد وہ خبر ہے جو متواتر کی شرائط پوری نہ کر سکے۔

بدخشی کے نزدیک ہر وہ خبر، جو متواتر نہیں، چاہے وہ مستفیض ہو یعنی جس کو تین سے زیادہ راوی روایت کریں یا غیر مستفیض ہو یعنی اس کو تین یا اس سے کم راوی روایت کریں خبر واحد شمار ہو گی۔ (۱۲)

ابوالحسن ماوردی نے اس کی تعریف اس انداز میں کی ہے۔

"و اما اخبار الاحاد فهو ما اخبر الواحد العدد القليل الذى يجوز على مثله تواطوء على الكذب او الاتفاق فى السهو والغلط" (۱۳)

خبر واحد وہ خبر ہے جو اتنی قلیل تعداد سے مروی ہو جن کا مخفی طور پر جھوٹ، غلطی یا بھول پر اتفاق کر لینے کا گمان جائز ہو۔

ماوردی نے خبر واحد کی تعریف اس طرح کی ہے جو خبر متواتر کی تعریف کے برعکس ہے، کیونکہ خبر متواتر میں غلطی، سہو یا جھوٹ پر اتفاق محال ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے متواتر کی ایسی تعریف کی ہے جس میں ان اشیاء پر اتفاق کا امکان ہو۔ محمد بن ادریس قرافی نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے کہ اس کا حکم بھی اس میں واضح کر دیا ہے۔

"خبر العدل الواحد او العدول المفيد للظن" (۱۴)

ایک یا ایک سے زیادہ عادل راویوں کی ایسی خبر جس سے علم ظنی حاصل ہو۔

ابو الولید باجی نے بھی خبر واحد کی تعریف قرانی کی تعریف سے ملتی جلتی کی ہے۔

مالم یقع العلم لمخبرہ ضرورۃ من جھتہ الاخبارہ و ان کان الناقلون لہ جماعتہ۔ (۱۵)

ہر وہ چیز جس سے علم ضروری حاصل نہ ہو چاہے اس کے راوی جماعت کی صورت میں ہی کیوں نہ ہوں وہ خبر واحد ہے۔

ان تمام تعریفوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جمہور کے نزدیک ہر وہ خبر جو متواتر نہیں، خبر واحد ہے اور مشہور، مستفیض وغیرہ خبر واحد کی ذیلی اقسام ہیں۔

خبر واحد کی اقسام اور ان کی تفصیل اور علماء اصول کے نزدیک اس کی قبولیت کے شرائط تحریر کرنا ایک طویل مقالے کا متقاضی ہے لیکن اس مضمون میں کوشش کی گئی ہے کہ اہم نکات کو سمیٹا جائے تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ علماء اصول اور محدثین کے قبول حدیث کے شرائط مختلف ہیں۔

خبر واحد کے اقسام۔

خبر واحد کی تقسیم علماء اصول نے مختلف۔طریقوں سے کی ہے۔ یعنی علماء نے اس کی تقسیم عمومی لحاظ سے کی ہے۔ ایک فریق نے اس کی تقسیم حکم کے لحاظ سے کی ہے اور جمہور علماء نے اس کی تقسیم مقبول و مردود کی حیثیت سے کی ہے۔

عمومی تقسیم۔

ماوردی نے خبر واحد کی عمومی تقسیم کرتے ہوئے اس کی تین اقسام بیان کی ہیں۔

۱۔ اخبار المعاملات

۲۔ اخبار الشھادات

۳۔ اخبار السنن والدیانات او العبادات

اخبار المعاملات۔

یہ وہ خبر ہے جس میں مخبر کے ثقہ یا عادل ہونے کی شرط نہیں بلکہ اس میں صرف سامع کا خبر پر دل جم جانا شرط ہے۔ اس لئے معاملات میں نیک و بد، مسلم و کافر تمام کی خبر قبول کی جائے گی۔ مثلاً" کوئی شخص دوسرے کو خبر دے کہ یہ ھدیہ آپ کے لئے فلاں آدمی نے بھیجا ہے تو اسے وہ قبول کرنے سے کوئی حرج نہیں۔

اخبار الشہادات۔

شہادت کی خبر میں .. شرطیں ہیں جن کا شریعت نے بھی حکم دیا ہے اور اس پر اجماع بھی ہے۔ ان میں سے پہلی عدالت ہے اور دوسری تعداد اور یہ تعداد زیادہ سے زیادہ چار اور وہ زنا میں ہے اور کم سے کم دو اور وہ مالی معاملات میں ہے۔ اخبار الشہادات ان دو شرائط کی وجہ سے اخبار معاملات سے اہم ہو جاتی ہیں۔

اخبار السنن والعبادات۔

اخبار السنن والعبادات میں خبر واحد کی قبولیت میں اختلاف ہے۔ اصم اور ابن علیہ ان کو حجت نہیں مانتے اور کچھ کے نزدیک اگر اس کے ساتھ کوئی قرینہ ہو تو قبول کئے جائیں گے۔ لیکن جمہور کے نزدیک یہ کچھ شرائط کے ساتھ موجب عمل ہیں۔ (۲۱)

حکم کے لحاظ سے تقسیم۔

بعض علماء اصول نے خبرواحد کی تقسیم حکم کے لحاظ سے بھی کی ہے ان کی رائے میں خبر واحد کے دو حکم ہو سکتے ہیں پہلا یہ کہ یہ موجب علم و عمل ہے اور دوسرا یہ کہ موجب عمل ہے علم نہیں۔

خبرواحد موجب علم۔

ایسی خبرواحد جو موجب علم ہو اس کی چھ قسمیں ہیں۔

۱۔ اللہ تعالٰی کی خبر کیوں کہ صدق اس کی ذاتی صفات میں سے ہے۔

۲۔ ایسے شخص کی خبر جس کے ہاتھ سے معجزات ظاہر ہوں، کیوں کہ یہ معجزات اس کے

صدق کی دلیل ہیں یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر۔

۳۔ ایسا شخص جس سے معجزات ظاہر ہوں' اگر وہ کسی کے بارے یہ کہے کہ فلاں انسان سچا ہے اور جھوٹ نہیں بولتا تو اس انسان کی خبر بھی موجب علم ہو گی۔

۴۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کوئی قول کہے یا کوئی فعل سرانجام دے اور آپ اس کو ٹوکیں اور نہ اس کی اصلاح کریں تو اس قول اور فعل کی خبر بھی موجب علم ہے۔

۵۔ ایک شخص جم غفیر کے سامنے ایک ایسی بات کہتا ہے جس کے بارے میں لوگ اچھی طرح جانتے ہوں مگر اسے نہ ٹوکیں تو وہ خبر بھی موجب علم ہے۔

۶۔ ایسی خبر واحد جس کو امت مجموعی طور پر قبول کر لے تو اس سے بھی علم حاصل ہوتا ہے۔ (۱۷)

خبر واحد موجب عمل۔

اخبار احاد میں سے جو صرف موجب عمل ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ مسند ۲۔ مرسل۔ لیکن شیرازی نے سند کی مزید دو قسمیں بیان کی ہیں موجب علم و موجب عمل اور مرسل کو علیحدہ قسم مانا ہے۔ (۱۸)

مقبول و مردود کی حیثیت سے تقسیم۔

جمہور علماء اصول نے خبر واحد کی مقبول یا مردود ہونے کے اعتبار سے دو اقسام بیان کی ہیں۔

۱۔ مسند

۲۔ مرسل

۱۔ مسند: وہ خبر ہے جس کی اسناد متصل ہوں اور ان میں کوئی انقطاع نہ ہو۔

۲۔ مرسل: وہ خبر ہے جس کی اسناد میں ظاہری یا باطنی انقطاع ہو' اس کو منقطع بھی کہا جاتا ہے۔ (۱۹)

شریف تلمسانی نے خبر واحد کو دو قسموں یعنی مسند و غیر مسند میں تقسیم کر کے مسند کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ ۱۔ منقطع ۲۔ مرسل۔ ۳۔ موقوف

ان کے ہاں منقطع وہ خبر ہے جس کی سند میں کوئی راوی چھوٹ جائے اور مرسل وہ خبر ہے جس کو غیر صحابی روایت کرے اور موقوف وہ خبر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہ پہنچے۔ جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لا اعتکاف الا بصوم (۲۰)
روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں ہے

تو یہ حدیث موقوف ہے۔ (۲۱)

اسی طرح احناف نے خبر واحد کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ مسند، منقطع (مرسل) اور مطعون (۲۲) مسند کو کسی نے بھی مزید اقسام میں تقسیم نہیں کیا لیکن وہ بھی منقطع کو کہیں مرسل کا نام دیتے ہیں، احناف کے نزدیک بھی مسند کی کوئی مزید ذیلی قسم نہیں ہے لیکن وہ منقطع اور معطون کو بہت سی قسموں میں تقسیم کرتے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل نقشہ سے واضح ہوتی ہے۔ (۲۳)

خبر واحد کی قبولیت کے شرائط۔

علماء اصول نے خبر واحد میں شبہ کے امکان کی وجہ سے اس کی قبولیت کے لئے مختلف اقسام کی شرطیں لگائی ہیں ان میں سے کچھ شرائط راوی سے متعلق ہیں اور بعض نفس خبر کے بارے میں ہیں۔ ان میں سے بعض شرائط پر تمام علماء اصول متفق ہیں اور کچھ پر ان کے درمیان اختلاف ہے۔

متفق علیہ شرائط۔

علماء اصول اس بات پر متفق ہیں کہ راوی میں عقل، اسلام، عدالت اور ضبط کے اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ بعض کے نزدیک عقل کا معیار بلوغت ہے اور پھر وہ بلوغت کی حد میں اختلاف کرتے ہیں اور بعض اس میں تکلیف کا اضافہ کرتے ہیں لیکن یہ تکلیف کی صفت انہیں چار میں شامل ہیں۔ ان کے نزدیک راوی میں فسق، بدعت، جہالت، جنون، غفلت، سہو، بے پراوہی اور طفولیت جیسے عیوب کا نہ ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ ان عیوب سے روایت پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ ان شرائط کی تفصیل میں کہیں کہیں فروعی اختلاف ہے مگر جوھری طور پر

سب ان شرائط پر متفق ہیں۔ (۲۴)

نفس خبر میں علماء مندرجہ ذیل شروط پر متفق ہیں۔

خبر عقل سلیم کی مقتضیات کے مخالف نہ ہو۔

اگر خبر عقل کے خلاف ہو یعنی عقل اس کو تسلیم کرنے پر تیار نہ ہو تو کوشش کی جائے گی کہ اس کی تاویل کی جائے لیکن اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو وہ خبر رد کر دی جائے گی۔ (۲۵) جیسے حدیث میں وارد ہے۔

"عن ابی هریره قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله خلق الفرس فاجر اها فعرقت فخلق نفسه منها" (۲۶)

اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو پیدا کیا اور پھر اس کو دوڑایا پھر جب اس کو پسینہ آیا تو اس پسینہ سے خود کو پیدا کیا۔

اس حدیث کو عقل کسی سطح پر قبول کرنے کو تیار نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی تاویل کی جا سکتی ہے اس لئے اس حدیث اور قسم کی اور تمام احادیث کو رد کیا جائے گا۔ (۲۷)

۲۔ خبر قرآن مجید سنت متواترہ اور اجماع کے خلاف نہ ہو۔

فقہ اسلامی میں قرآن' حدیث اور اجماع تینوں متن کے اعتبار سے خبر واحد سے قوی ہیں اور اگر خبر واحد ان کی مخالفت کر رہی ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ یا تو اس حدیث کی کوئی بنیاد ہی نہیں یا پھر یہ حدیث منسوخ ہے (۲۸) مثلاً" کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور اس کے حق میں کوئی حدیث لائے تو وہ مندرجہ ذیل قرآن کی آیت اور حدیث سے متصادم ہے۔

ولکن رسول الله و خاتم النبین (۲۹)

لیکن وہ اللہ کا رسولؐ اور آخری نبی ہے۔

اور حدیث

"انا خاتم النبین لا نبی بعدی" (۳۰)

میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اسی طرح چوتھی مرتبہ شراب پینے والے کو قتل کر دینے والی خبر اجماع صحابہ سے منسوخ ہے جس میں صحابہ نے شراب خمر کی سزا اسی کوڑے اجماعاً" مقرر کی تھی۔ (۴۱)

۳۔ خبر سے عقائد ثابت نہ ہوں۔

خبر واحد کسی اسلامی عقیدہ کو ثابت نہ کر رہی ہو کیونکہ یہ خبر موجب عمل تو ہے مگر موجب علم نہیں اور اس سے علم قطعی حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر اس خبر سے کوئی عقیدہ ثابت ہو رہا ہو تو اس خبر کو رد کر دیا جائے گا۔ (۴۲)

۴۔ ساری امت کو معلوم ہونے والی خبر کو ایک راوی روایت نہ کرے۔

ایسی خبر جس کے بارے میں ساری امت کو علم ہونا ضروری ہو لیکن اسے صرف ایک راوی روایت کرے تو ایسے معاملہ میں صرف ایک راوی کی خبر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کی کوئی بنیاد نہیں کیونکہ اس کا علم تو ساری امت کے لئے لازم تھا۔ جیسے اہل تشیع نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کا اعلان کیا۔ یہ روایت اس لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے کہ خلافت کا اعلان بند کمرے میں نہیں کیا جاتا بلکہ خلیفہ کا تعلق عوام سے ہوتا ہے اور اس اعلان کو تمام عوام کے سامنے مشتہر کیا جاتا ہے' اس لئے اس روایت کو تمام صحابہ کو معلوم ہونا چاہئے تھا۔ لیکن فرد واحد کی روایت کی وجہ سے اس کو رد کیا گیا ہے۔(۴۳)

۵۔ ایک جم غفیر کے سامنے ہونے والے واقعہ کو ایک راوی نقل نہ کرے۔

ایسی خبر جس کو عادتاً" لوگوں کی کثیر تعداد کو روایت کرنا چاہئے تھا مگر اس کا راوی فرد واحد ہو تو اس روایت کے ضعف کی دلیل ہے مثلاً" یہ واقعہ مشہور ہو کہ شہر کی جامع مسجد میں امام جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے ہزاروں نمازیوں کے سامنے ممبر سے گر گیا ہے۔ مگر شہر میں اس واقعہ کا راوی صرف ایک ہو' تو یہ اس واقعہ کے جھوٹ کی دلیل ہے۔ لہذا اس قسم کی خبر بھی رد کر دی جائے گی۔ (۴۴)

خبر واحد میں مختلف فیہ شرائط۔

۱۔ احناف کے شرائط۔

راوی کے شرائط۔

احناف راوی میں سابقہ شرائط کے علاوہ راوی کے معروف ہونے کی شرط بھی لگاتے ہیں۔ ان کے نزدیک معروف سے مراد ایسا راوی ہے جس کو فقہا جانتے ہوں اور اس کے حالات پردہ اخفاء میں نہ ہوں۔ پھر وہ معروف راوی کو دو اقسام ۱۔ معروف فی الفقہ و ۲۔ غیر معروف فی الفقہ میں تقسیم کرتے ہیں۔ اول الذکر سے مراد ایسا راوی ہے جو صرف الفاظ حدیث کا حافظ نہ ہو۔ بلکہ اس کے مفہوم کو بھی سمجھتا ہو اور ثانی الذکر سے مراد ایسا راوی ہے جو صرف الفاظ حدیث کا حافظ ہو۔ خلفاء اربعہ' عبادلہ' حضرت عائشہ اور کئی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے نزدیک فقیہہ ہیں لیکن حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہ ان کے نزدیک غیر فقیہہ ہیں۔ اس لئے اول الذکر کی حدیث بلا تحقیق قبول کی جائے گی لیکن ثانی الذکر کی حدیث کو دیکھا جائے گا اگر وہ قیاس کے مخالف ہوئی تو رد کی جائے گی اگر موافق ہوئی تو قبول کی جائے گی۔ (۳۵)

نفس خبر کے شرائط۔

نفس خبر کے بارے میں احناف کے نزدیک شرائط یہ ہیں کہ حدیث عموم بلوی کے مخالف نہ ہو' قیاس کے مخالف نہ ہو' آئمہ صحابہ اس کی مخالفت نہ کریں' راوی اپنی روایت شدہ خبر کا انکار نہ کرے' اس کے مخالف عمل نہ کرے' اس پر عمل نہ چھوڑے' اس کے کسی ایک مفہوم کو متعین نہ کرے' مزید یہ کہ بقیہ صحابہ کرام اس حدیث کو جانتے ہوئے اس پر عمل ترک نہ کریں یا اس کے خلاف عمل نہ کریں اور بعد میں محدثین بھی اس خبر پر اعتراض نہ کریں۔

احناف کی رائے میں قرآن مجید یا خبر متواتر سے ثابت شدہ حکم اگر عام ہے تو اس کی تخصیص خبر واحد سے نہیں ہو سکتی اور شافعیہ کے نزدیک عام سے ثابت شدہ حکم ظنی ہوتا ہے اس لئے اس کی تخصیص خبر واحد سے جائز ہے۔ جیسے مسلم میں حدیث ہے۔

"لا صلاۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب" (۳۶)

جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

اس حدیث سے امام شافعی نے نماز میں سورۃ فاتحہ کی فرضیت پر استدلال کیا ہے اور احناف کے

نزدیک مندرجہ ذیل آیت نماز میں سورہ فاتحہ کی فرضیت کے مخالف ہے۔

فاقرء واما تیسر منہ (۳۷)
پس جتنا قرآن با آسانی پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔

فرض صرف تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت کا پڑھنا ہے۔ خواہ وہ سورہ فاتحہ کی ہوں یا کسی اور سورت سے ہوں اور اس حدیث سے احناف کے نزدیک نفی کمال مراد ہے۔ اس لئے وہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض قرار نہیں دیتے اور امام شافعی کے اس طرح حدیث پر عمل سے قرآن پر عمل چھوٹ جاتا ہے کیونکہ خبرواحد ظنی ہے اور کتاب قطعی ہے۔ (۳۸)

خبرواحد کے ذریعے کتاب کے کسی حکم پر اضافہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس خبر کی وجہ سے ظاہر کتاب کو چھوڑا جا سکتا ہے اور نہ منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ اصل متن ہے اور اس کے معنی فرع ہیں اور قرآن کا متن سنت کے متن سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کے ثبوت میں کوئی شبہ نہیں لہذا قرآن کو ہر لحاظ سے خبرواحد پر ترجیح دی جائے گی۔

خبرواحد کو ہر اس معاملے میں قبول کیا جائے گا جس وہ میں قرآن کے حکم کو منسوخ نہ کر رہی ہو اور نہ اس کے عام حکم کو خاص کر رہی ہو اور اس میں اضافہ بھی نہ کر رہی ہو اور جو خبر واحد کو قبول نہیں کرتا وہ اس کی حجیت کو باطل کر رہا ہے اور وہ اس طرح ایک طرف جہالت اور الحاد کا دروازہ کھول رہا ہے اور دوسری طرف بدعت کو رواج دے رہا ہے۔ (۳۹)

مالکی علماء اصول کے شرائط۔

مالکی علماء اصول کے نزدیک نفس خبر میں ایک مزید شرط یہ ہے کہ وہ اھل مدینہ کے عمل کے خلاف نہ ہو' اس لئے وہ مندرجہ ذیل حدیث پر عمل نہیں کرتے کیونکہ اھل مدینہ اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ (۴۰)

"المتبایعان بالخیار مالم یتفرقا" (۴۱)
مشتری و بائع کو چیز کی واپسی کا اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوتے۔

۷۔ شافعی علماء اصول کے شرائط۔

شافعی علماء خبر کی سند میں یہ شرط لگاتے ہیں کہ خبر مرسل نہ ہو لیکن اگر مراسیل کبار تابعین مثلاً" سعید بن المسیب اور حسن بصری کی ہوں تو وہ قبول کی جائیں گی۔ کبار تابعین کے علاوہ دوسرے تابعین کی روایات قبول نہیں کی جائیں گی۔ ابن حزم بھی اس شرط میں شافعیہ کے موقف کے حامی ہیں' مگر وہ اس میں استثناء کے قائل نہیں ہیں۔ (۴۲)

۴۔ معتزلہ اور دیگر مکاتیب فقہ کے شرائط۔

ابو علی جبائی نے خبر واحد کے راویوں میں عدد یعنی کم از کم دو کی شرط لگائی ہے جب کہ قاضی عبدالجبار نے زنا کی خبر میں چار راویوں کی اور قدریہ نے مطلقاً" چار راویوں کی شرط لگائی ہے۔ اس طرح جبائی کے نزدیک خبر واحد کی قبولیت کے لئے یہ شرط ہے کہ اسے بعض صحابہ کا عمل' یا ان کا اجتہاد' یا خبر کا صحابہ میں علم ہو جانا تقویت پہنچا رہا ہو اور نظام معتزلی کے نزدیک خبر واحد اس صورت میں قبول کی جائے گی جب اس کے ساتھ کوئی قرینہ ہو گا۔ (۴۳) واللہ اعلم)

حوالہ جات و حواشی

الف۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ابن خلدون عبدالرحمان بن محمد' مقدمہ ابن خلدون۔ لبنان موسسہ الاعلمی تاریخ اشاعت درج نہیں ہے۔ ص ۴۴۵

ب۔ الشافعی امام محمد بن ادریس۔ کتاب الرسالہ میں ان کی تفصیل موجود ہے۔

ج۔ ابن الصلاح شہرزوری۔ مقدمہ ابن الصلاح۔ ملتان فاروقی کتب خانہ ۔ ۱۳۵۷ھ اس میں متعدد مقامات پر علماء اصول اور فقہاء کا حوالہ دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ص ۲۶۔ بیان حدیث مرسل' ص ۲۴ حدیث معضل' ص ۳۵ ۔ حدیث مدلس اور اس قسم کی بے شمار عبارتیں جن میں فقہاء کا ذکر ہے۔

د۔ محمد تقی امینی ۔ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر لاہور ۔ اسلامک پبلی کیشنز ۱۹۸۳' ص ۳۸۹

ھ۔ ڈاکٹر محمد طحان۔ تیسیر مصطلح الحدیث' لاہور دار نشر الکتب الاسلامیہ' تاریخ ندارد' ص ۱۴

و۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ سرخسی شمس الائمہ ۔ اصول السرخسی۔ تحقیق ابو الوفا ۔ داہانی ۔ قاہرہ۔ مطابع دارالکتاب العربی ۱۹۷۲' ج ۱' ص ۲۴۱

ز۔ السبکی علی بن عبدا لکافی ۔ الابہاج فی شرح المنہاج ۔ بیروت دارالکتب العلمیہ۔ ج ۲' ص ۳۳۹ نیز ملاحظہ فرمائیں۔ الباجی ابو الولید' الاشارہ فی اصول الفقہ ۔ اسلام آباد ۔ معہد الدراسات الاسلامیہ ۱۹۸۱' ص ۴۱

ح۔ ملا جیون حافظ شیخ احمد ۔ شرح نور الانور علی المنار ۔ بیروت ۔ دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۷ھ' ج ۲ ص ۴ نیز ملاحظہ فرمائیں عبدالعلی بحر العلوم ۔ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت قم منشورات الرضی ' تاریخ ندارد' ج ۲ ص ۱۱۱۔

ط۔ الشہر زوری ابن الصلاح مقدمہ ابن الصلاح ۔ ملتان' فاروقی کتب خانہ' تاریخ ندارد ص ۱۳۵۔

ا۔ ابن منظور افریقی۔ لسان العرب' کتاب الالف' باب الدال نیز ملاحظہ فرمائیں ابن نجار فتوحی۔ شرح الکوکب المنیر' ج ۲' ص ۳۴۵' تحقیق وہبہ الزہیلی وغیرہ۔ مکہ مکرمہ کلیتہ الشریعہ ۔ کتاب خامس۔

۲۔ تھانوی محمد علی ۔کشاف اصطلاحات الفنون، ج ۲، ص ۱۴۶۴، بنگال ۔ ایشاٹک سوسائٹی ۱۹۸۸۔

۳۔ راغب اصفہانی ۔ المفردات فی غریب القرآن، ص ۵۱۴ تشریح لفظ احد ۔ ۴۔ الاخلاص ۱۔

۵۔ ابن منظور افریقی ۔ لسان العرب کتاب الالف، باب الدال، نیز ملاحظہ فرمائیں، فروز آبادی ۔ القاموس المحیط ۔ باب الدال فصل الھمزہ۔

۶۔ الاحزاب ۳۲۔

۷۔ الاحزاب ۴۰۔

۸۔ راغب اصفہانی ۔ المفردات فی غریب القرآن، ص ۱۲ نیز ملاحظہ فرمائیں ابراہیم انیس وغیرہ معجم الوسیط، ج ۱، ص ۸ تشریح لفظ احد

۹۔ فخر الاسلام بزدوی۔ اصول البزدوی، کراچی۔ آرام باغ نور محمد کتب خانہ، س۔ ا ۔ د ۔ ن، ص ۱۵۲ نیز ملاحظہ فرمائیں صدر الشریعہ، عبید اللہ بن مسعود۔ کراچی التوضیح مع حاشیہ التلویح، نور محمد اصح المطابع ۱۴۰۰ ھ ۔ ج ۱ ص ۴۱۷ نسفی کشف الاسرار شرح المنار ۔ لبنان دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۶ھ، ج ۲ ص ۱۳ ۔ علم اصول الفقہ ۔ عبدالوہاب خلاف مصر مطبعہ النصر ۱۴۰۵ھ، ص ۴۲۲ ۔ ابن حزم ۔ الاحکام فی اصول الاحکام، مصر۔ مکتبہ الخانجی ۱۳۴۵ ھ، ج ۱، ص ۴۸

۱۰۔ سمرقندی ۔ میزان الاصول فی نتائج المعقول، قاہرہ ۔ دار احیاء التراث الاسلامی ۱۴۰۴ھ، ص ۴۳۱

۱۱۔ شیرازی ۔ کتاب اللمع، ص ۱۴۴ نیز ملاحظہ فرمائیں، ابن قدامہ۔ روضتہ الناظر ۔ قاہرہ ۔ مطبعہ سلفیہ ۱۱۳۹ ھ، ص ۵۳، غزالی ۔ المستصفی، ج ۱، ص ۹۳۔ ابو الولید باجی ۔ الاشارہ فی اصول الفقہ اسلام آباد۔ معہد الدراسات الاسلامیہ ۔ ۱۹۸۱، ص ۴۱۔

۱۲۔ بدخشی ۔ شرح البدخشی، بیروت ۔ دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۵ھ ۔ج ۲، ص ۲۳۰

۱۳۔ ماوردی ۔ ادب القاضی ۔ بغداد ۔ مطبعہ ارشاد ۱۳۹۱ ھ، ج ۱، ص ۳۷۶

۱۴۔ قرافی ۔ شرح تنقیح الفصول، مصر۔ المطبعہ الخیریہ ۔ ۱۳۰۶ ھ، ص ۱۵۳

۱۵۔ ابو الولید باجی ۔ احکام الفصول فی احکام الاصول، بیروت الموسستہ الرسالہ ۱۹۸۹، ص ۲۳۵ نیز ملاحظہ فرمائیں عضد الدین ایجی۔ شرح مختصر ابن حاجب مصر، مطبعتہ الکبری الامین، ۱۳۱۸ھ، ج ۲، ص ۵۸۔ شوکانی ارشاد الفصول۔ مصر ادارہ الطباعتہ المنیریہ، ۱۳۴۸ھ ۔ ص ۴۳

۱۶۔ الماوردی ۔ ادب القاضی ۔ ج ا' ص ۳۷۵ ۔ ۳۷۷

۱۷۔ ابو الولید باجی ۔ احکام الفصول فی احکام الاصول ۔ ص ۳۴۷ ۔ ۳۴۸ نیز ملاحظہ فرمائیں شیرازی کتاب اللمع' مکہ مکرمہ۔ محمد صالح احمد منصور الباز ۔ ۱۳۲۵ھ' ص ۱۶۴

۱۸۔ ابو الولید باجی۔ احکام الفصول فی احکام الاصول ۔ ص ۳۴۸ نیز ملاحظہ فرمائیں شیرازی ۔ کتاب اللمع' ص ۱۷۔

۱۹۔ ابو الولید باجی۔ الاشارہ فی اصول الفقہ ۔ ص ۴۱ نیز ملاحظہ فرمائیں' شیرازی کتاب اللمع' ص ۱۶۴

۲۰۔ امام مالک۔ موطا امام مالک' بیروت' دارالکتب العلمیہ ۔ تاریخ طباعت غیر موجود' کتاب الاعتکاف' باب مالایجوز الاعتکاف الابہ۔ حدیث نمبر ۲۹۵

۲۱۔ شریف تلمسانی ابی عبداللہ محمد بن احمد المالکی ۔ مفتاح الوصول فی علم الاصول' مکتبہ کلیات الزہریہ' تاریخ اشاعت غیر موجود' ص ۳۶

۲۲۔ فخرالاسلام بزدوی ۔ اصول البزدوی' ص ۱۹۱

۲۳۔ فخر الاسلام بزدوی ۔ اصول البزدوی' ص ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ سرخسی' اصول السرخسی' ج ا' ص ۳۸۱

۲۴۔ صدر الشریعہ۔ التوضیح و التلویح' ج ۲' ص ۴۱۵ نیز ملاحظہ فرمائیں' ماوردی۔ ادب القاضی' ج ا' ص ۳۸۳۔ آمدی۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ قاہرہ۔ مطبع المعارف ۱۳۳۹ھ ج ۲' ص ۱۱۰' عضدالدین ایجی۔ شرح مختصرابن حاجب' ج ۲ ص ۴۲۔ ۴۳۔ ابن لحام۔ المختصر فی اصول الفقہ۔ مکہ مکرمہ کلیتہ الشریعہ والدراسات الاسلامیہ ۔ الکتاب التاسع ص ۸۶۔

۲۵۔ شیرازی ۔ کتاب اللمع ۔ ص ۱۸۹ نیز ملاحظہ فرمائیں ارموی ۔ التحصیل من المحصول بیروت ۔ الموسسہ "الرسالہ" ۱۹۸۸' ج ۲' ص ۱۴۰ سمرقندی۔ میزان الاصول فی نتائج المعقول' ص ۴۳۵

۲۶۔ بیہقی ۔ ابی بکر احمد بن حسین۔ کتاب الاسماء الصفات پاکستان مکتبہ اثریہ۔ سانگلہ ہل' تاریخ طباعت غیر موجود' ج ۲' ص ۱۱۱

۲۷۔ ارموی ۔ التحصیل من المحصول' ج ۲' ص ۱۴۰

۲۸۔ سمرقندی ۔ میزان الاصول فی نتائج المعقول' ص ۴۳۳ نیز ملاحظہ فرمائیں' شیرازی کتاب اللمع' ص ۱۹۰۔ بدخشی۔ شرح البدخشی' ج ۲' ص ۳۵۴

۲۹۔ الاحزاب ۔ ۴۰

۳۰۔ صحیح بخاری۔ کتاب المناقب' باب خاتم النبین' حدیث نمبر۳۳۴۲

۳۱۔ صحیح مسلم۔ کتاب الحدود ۔ باب حد الخمر' حدیث نمبر۳۶ نیز ملاحظہ فرمائیں' شیرازی کتاب اللمع' ص ۱۹۰' ابن قیم جوزیہ اعلام الموقعین' بیروت۔ دارالجلیل' ۱۹۷۳' ج ۱' ص ۲۱۱

۳۲۔ سمرقندی۔ میزان الاصول فی نتائج المعقول' ص ۴۳۴

۳۳۔ شیرازی ۔ کتاب اللمع' ص ۱۹۰' نیز ملاحظہ فرمائیں نجم الغنی۔ مزیل الغواشی' ملتان عبدالتواب اکیڈمی ۱۹۸۶' ص ۳۲۸

۳۴۔ شیرازی ۔ کتاب اللمع' ص ۱۹۰

۳۵۔ عبدالحق حقانی۔ حسامی مع شرح بالنامی۔ دیوبند کتب خانہ رحیمیہ ۔ سن اشاعت درج نہیں۔ ج ۱' ص ۳۴۸' مزید امام سرخسیؒ۔ اصول السرخسی تحقیق ابوالوفاء وافانی قاہرہ' مطابع دارالکتاب العربی ۱۹۷۲' ج ۱' ص ۳۲۹۔

۳۶۔ صحیح بخاری ۔ کتاب صفتہ الصلاۃ' باب وجوب القراۃ للامام والماموم فی الصلاۃ کلھا' حدیث نمبر۷۲۳

۳۷۔ المزمل ۔ ۲۰

۳۸۔ فخرالاسلام بزدوی ۔ اصول البزدوی' ص ۱۷۴

۳۹۔ فخر الاسلام بزدوی۔ اصول البزدوی' ص ۱۷۴ ۔ ۱۷۵ نیز ملاحظہ فرمائیں عبدالحق حقانی' حسامی شرح بالنامی۔ ج ۱' ص ۱۵۷

۴۰۔ ماوردی ۔ ادب القاضی' ج ۱' ص ۳۸۱ نیز ملاحظہ فرمائیں ابن نجار فتوحی۔ شرح الکوکب المنیر' ج ۲' ص ۳۶۸

۴۱۔ سنن ابی داوَد ۔ ابواب التجارات' باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا' حدیث نمبر ۲۱۹۹' نیز ملاحظہ فرمائیں شافعی ۔ کتاب الام ج ۷' ص ۲۰۴ بحوالہ ماوردی ۔ ادب القاضی ج ۱' ص ۳۸۱

۴۲۔ ارموی التحصیل من المحصول' ج ۲' ص ۱۴۷۔ سبکی ۔ الابہاج شرح المنہاج' بیروت۔ دارالکتب العلمیہ۔ ۱۹۸۴' ج ۲' ص ۱۴۵

۴۳۔ آمدی ۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ ج ۲ ص ۵۰ نیز ملاحظہ فرمائیں ارموی ۔ التحصیل من المحصول' ج ۲' ص ۱۳' عضد الدین ایجی۔ شرح مختصر ابن حاجب' ج ۲' ص ۶۸۔ ابن قدامہ۔ روضتہ الناظر' ص ۵۶' بصری المعتمد' بیروت۔ دارالکتب العلمیہ۔ ۱۴۰۳ھ' ج ۲' ص ۹۴